www.oqasa.org

پاکستان دو بنیادی نظریات کی روشنی میں معرض وجود میں آیا

عنایت اللہ

۱۔مسلمانوں کو اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات عطا کرتا ہے۔جس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے،وہ ازلی اور ابدی ہے،دستور مقدس کسی انسان،کسی فلسفی،کسی دانشور یا کسی قومی اسمبلی کے ممبران کی اختراع نہیں۔بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک ایسا جامع الہامی ضابطہ حیات پر مشتمل نظام حیات ہے۔جو انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک احاطہ کیے ہوئے ہے۔یہ آفاقیت کا مظہر ہے۔

۲۔اس دستور کے مطابق ریاست کے حاکم اعلیٰ اللہ تبارک تعالیٰ ہوتے ہیں،اس نظام کی روشنی میں ایک مجلس شوریٰ چنی جاتی ہے،اس کے بعد یہ مجلس شوریٰ اپنا ایک امیر نامزد کرتی یا چن لیتی ہے،جس کو امیر المومنین کہتے ہیں،امیر ہو یا مجلس شوریٰ کا کوئی رکن وہ خود بھی اس دستور مقدس کی من وعن اطاعت کرتا ہے۔

۳۔اسی طرح وہ عوام یا رعایا سے بھی اسلام کے اصولوں کی اطاعت کروانے کا پابند ہوتا ہے۔اس دستور مقدس کے ضابطہ حیات کی روشنی میں حکومتی نظام چلایا جاتا ہے۔مجلس شوریٰ کا ممبر ہو یا امیر المومنین اس کی بنیادی خوبیاں اور اہلیت اس کا دیندار اور پرہیزگار،متقی،صالح،منصف مزاج،امین،ایثار و نثار،امانت و دیانت کا محافظ اور احسان کے جذبہ سے سرشار ہونا لازم ہوتا ہے۔

۴۔وہ دنیاوی غرض اور لالچ سے پاک،سادہ زندگی اور ضروریات قلیل رکھتا ہے،وہ اخوت و محبت کا پیکر،ادب انسانیت،خدمت انسانیت کی عبادت سے آشنا،یعنی جتنا کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی کے قریب ہوگا وہ اتنا ہی دین کے قریب ہوگا۔

۵۔کوئی بھی شخص شورائی جمہوری نظام کے مطابق اپنا نام سیلیکشن یا الیکشن کے لئے از خود پیش نہیں کرسکتا۔بلکہ لوگ اس کی ذاتی اہلیت،شرافت،اعلیٰ،عمدہ صلاحیت اور دینداری کو مدنظر رکھ کر اس کا نام تجویز کرتے ہیں۔اور خفیہ رائے عامہ کی منظوری سے منتخب کر لیتے یا چن لیتے ہیں۔اس طریقہ کار سے شورائی جمہوری نظام کے نمائندے کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔

۶۔ان نمائندوں کا چناؤ صرف اور صرف انہی دینی بنیادوں پر کرنا ہوتا ہے۔مجلس شوریٰ کے نمائندے ہوں یا امیر المومنین جب ان کے چناؤ کے بعد ملکی ذمہ داریاں ان کو سونپی جاتی ہیں۔تو ان کے عمل کو ملک کا ہر فرد دستور مقدس کے ضابطہ حیات کے مطابق پرکھنے کا حق رکھتا ہے۔

۷۔وہ خلیفہء وقت سے پوچھ سکتے ہیں،کہ کرتہ ایک چادر سے تو بن نہیں سکتا،آپ نے کیسے بنایا ہے۔خلیفہ وقت اس کا جواب وہ ہوتا ہے۔

۸۔جہاں معاشی نظام عدل پر قائم ہوتا ہے،وہاں معاشرتی نظام بھی انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے۔اگر غلام آدھا سفر اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل سفر طے کرتا ہے تو آدھا سفر میر کارواں بھی اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل طے کرتا ہے۔عدل انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زمدگی تک کے بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۹۔اگر خلیفہء وقت کا بیٹا حدود کا مرتکب ہوتا ہے۔تو اس کو بھی اسی دستور کی روشنی میں دروں کی سزا دی جاتی ہے۔غرض یہ کہ وہ عدل و انصاف قائم رکھنے کے پابند ہوتے ہیں۔عدل معاشرے میں خیر اور شر کی حد بندی قائم کرتا اور خیر کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۱۰۔دستور مقدس ایک ایسا ضابطہ حیات ہے۔جس میں معاشی معاشرتی اور اخلاقی،قدروں کے پنپنے کے لئے پوری انسانیت کو ایک جیسا

ماحول ایک جیسے واقعات اعلیٰ ترین فطرتی صفات ہر ادنیٰ اعلیٰ کے لئے یکساں مواقع مہیا کرتا ہے۔

۱۱۔پورے معاشرے کی تشکیل اس انداز سے کرتا ہے۔جہاں انسانوں کے حقوق اور فرائض کا پورا تحفظ میسر ہوتا ہے۔اخلاقی اور روحانی رویوں میں اخوت و محبت، ایثار و نثار، عفو و درگذر، صبر و تحمل، بردباری و برداشت، عدل و انصاف، انسانیت کے لئے بے ضرر اور پھر منفعت بخش کرداروں کی تشکیل اس دلکش دینی تعلیمی نصاب کی روشنی میں ایک خوبصورت انداز سے کی جاتی ہے۔

۱۲۔اس دستور مقدس کے علاوہ کوئی دوسرا نظام اس جیسا کارکن یا نمائندہ تیار کر نہیں سکتا۔صرف دین ہی یہ منازل طے کرواتا اور جلا بخشتا ہے اور معاشرہ عدل و انصاف اور حسن خلق کی درس گاہ بن جاتا ہے۔آقا اور غلام ایک جیسا لباس پہنتے اور ایک ہی برتن میں اکٹھے مل کر کھانا کھاتے ہیں۔دین ہی مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا درس دیتا ہے۔

۱۳۔عدل معاشی اور معاشرتی اقدار کو پنپنے کے لئے مکمل اور ایک جیسا تحفظ فراہم کرتا ہے۔لیکن بدقسمتی سے ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک دستور مقدس کو پاکستان میں رائج نہ ہونے دیا گیا۔وہ نصب العین، وہ تصور، وہ دستور حیات، وہ ضابطہ حیات، وہ نظریات، وہ اخوت و محبت، وہ امانت و دیانت وہ حسن خلق، وہ ادب انسانیت وہ خدمت انسانیت وہ الہامی درس و تدریس جس کی خاطر یہ سب قربانیاں دی گئیں۔ایک الگ **ملک** حاصل کیا گیا تھا۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین حکمرانوں نے عملی طور پر ملت کو دین محمدی ﷺ سے الگ کر رکھا ہے۔

۱۴۔دین محمدی ﷺ کے دستور مقدس اور ضابطہ حیات کو صرف پڑھنے اور سننے تک محدود کر دیا گیا۔اسلامی نظریات، اسلامی تعلیمات، اسلامی ادارے جن سے اسلامی سماج اور ملی تشخص تیار ہوتا ہے اس کو عملی طور پر سماج سے الگ کر کے صرف کتابی چیز بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات اور اسکے تعلیمی اداروں کی بالادستی نے تمام پیغمبران کی امتوں کا نظریاتی راستہ روک دیا ہے، تمام پیغمبران کی امتوں کا نظریاتی ارتقا اور بقائے حیات انکے نظریات، انکے تعلیمی نصاب اور طرز حیات کی سرکاری بالادستی میں مضمر ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت میں نہیں! ہرگز نہیں!

۱۵۔جن دوقومی نظریات کی بنا پر پاکستان حاصل کیا گیا۔ان الہامی نظریات، اس دستور حیات، اس تعلیمی نصاب کے منافی، متضاد مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے طریقہ کار کے تحت حکومتیں قائم اور ختم ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ملکی سیاستدان اور حکمران اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل ضابطہ حیات کی باطل تہذیب تیار کرتے جا رہے ہیں۔دینی ریاست کو کفر نگری بنا کر رکھ دیا ہے۔

۱۶۔صاحبان اقتدار مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کی آڑ میں ملکی خزانے اور وسائل پر شب خون مارتے چلے آ رہے ہیں۔شاہی اخراجات اور تصرفانہ زندگی سے ملی خزانہ بڑی بیدردی سے چباتے اور ہڑپ کرتے چلے جا رہے ہیں۔انتظامیہ اور عدلیہ کو عوامی حقوق غصب کرنے، ذاتی اقتدار اور روسائل پر قبضہ قائم رکھنے کے لئے، سیاسی سطح پر اپوزیشن کو کرش کرنے کیلئے بری طرح استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔اس طرح عدل کی ان دونوں ایجنسیوں انتظامیہ اور عدلیہ کو اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا اصل فریضہ ادا کرنے سے الگ تھلگ کر دیا گیا ہے۔مارشل لا کے چند جرنیلوں نے ۱۹۵۸ کے مارشل لا سے لیکر آج تک مسلم امہ کے سولہ کروڑ فرزندان کی اینٹی کرسچن جمہوریت کی ملکی سرپرستی اور بالادستی کی آڑ میں سیاستدانوں سے مل کر انکی دنیا بھی لوٹ لی اور دین بھی۔اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست ساڑھے سات

ہزار جاگیر دار سرمایہ دار ٹولہ کا نصیب بن چکا ہے۔مغربی پاکستان کے ایم این اے کی تعداد صرف اسی، بچاسی کے قریب تھی، دس، پندرہ وزیر ومشیر، دو گورنر، ایک وزیر اعظم، ایک صدر پاکستان ہوتا تھا، ملت پر انکے شاہی اخراجات کا بجٹ بھی سخت نا گوار تھا۔افواج پاکستان کے جرنیلوں اور سیاستدانوں کی عدل کشیوں، خود غرضیوں اور اقتدار کے حصول کی بنا پر مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا، سیاستدانوں کی اقتدار کی چپقلش نے مشرقی پاکستان کو نگل لیا، ان بدنصیب نا اہل، خود غرض سیاستدانوں اور نا اہل جرنیلوں نے نوے ہزار سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنا دیا، مسلمانوں کی عسکری تاریخ کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ان بد بخت اور ذمہ دار سیاستدانوں اور جرنیلوں کو کسی قسم کی سزا نہ دی گئی۔انکے حوصلے بڑھ گئے کیونکہ کوئی انکو پوچھنے والا نہیں تھا۔اس المیہ کے بعد ان سیاستدانوں اور جرنیلوں کی ملی بھگت سے مغربی پاکستان کے چار صوبے الگ بنا دئے گئے اور ایک مرکزی حکومتی ادارہ انکے علاوہ ایک سینٹ کا ادارہ معرض وجود میں لے آئے، ان صوبوں میں بیشمار ایم پی اے، چار گورنر، چار وزیر اعلیٰ، بیشمار وزیر ومشیر، بیشمار انکے نظام حکومت کو چلانے والی افسر شاہی، انکا انتظامیہ اور عدلیہ کا عملہ۔وفاقی حکومت کا شاہی حکومتی ٹولہ، سینٹ کے شہنشاہوں کا بادشاہ گر ٹولہ، بیشمار وزیر ومشیر وزیر اعظم، صدر پاکستان، انکا شاہی انتظامیہ کا سرکاری عہدیداروں کا عملہ، انکا اقتدار پر قبضہ انکے لئے انکی ترقی کے اسباب بنتے چلے آرہے ہیں۔مشرقی پاکستان کی علیحدگی انکو راس آگئی۔بیشمار محکمہ جات، بیشمار اعلیٰ سرکاری عہدوں کی آسامیاں اور بیشمار سرکاری ملازمتیں، انکی اعلیٰ تنخواہیں، سرکاری رہائشیں، شاہی سرکاری سہولتیں، شاہی سرکاری گاڑیاں اور پٹرول کے اخراجات، تصرفانہ زندگی کا نظام حکومت ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس ٹولہ کے افراد کا روزگار بن چکا ہے اور ان کیلئے وقف ہو چکا ہے۔جرنل پرویز مشرف کے سامنے پوری ملت ہاتھ جوڑے کھڑی ہے خدارا حقوق نسواں کے نام پر ہماری دینی زندگی کے حیا کے نظام کو چند اسمبلیوں کے غدار ممبران کی عددی برتری سے نہ کچلو۔ملت پر، انکے نظریات پر، انکی طیب تہذیب پر رحم کرو! لیکن وہ اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی حکمران روشن خیال اسلام کا اکبری نظام اہل پاکستان پر مسلط کئے جارہے ہیں۔

حقوق نسواں کے نام پر موجودہ اسمبلیوں کی تعداد سے ڈبل اور اس سے بھی ایک فیصد زیادہ کو صوبائی، وفاقی اور سینیٹ کے ممبران کی تعداد بڑھا کر ملک کی معیشت اور دین کی شرم وحیا کی مقدس دیوار کو روندا اور لوٹ لیا ہے! اینٹی کرسچن جمہوریت کا کتنا ظالم اور غاصب نظام حکومت ہے کہ سولہ کروڑ عوام کو حکومتی نظام کے پنجرے میں بند کر کے ان کی نمائندگی صوبائی، وفاقی، اور سینٹ کے ممبران کے غاصب آمروں کی ملکیت بن جاتی ہے، اس سے قبل مارشل لا کے جرنیلوں اور سیاستدانوں نے پاکستان کا ایک حصہ مشرقی پاکستان اقتدار کے حصول کی نظر کر دیا۔قوم اس صدمہ سے دوچار اور خون کے آنسو بہا رہی تھی۔سیاستدان اور انکے اعلیٰ سرکاری عہدیدار مغربی پاکستان کو چار صوبوں میں تقسیم کر کے ملکی معیشت کو لوٹنے، خزانہ پر شب خون مارنے، ایم پی اے، وزیر ومشیر، وزیر اعلیٰ، گورنر اور انکے ساتھ انکے سرکاری اعلیٰ وادنیٰ عہدیداروں کی افواج اور انکے بے پناہ اخراجات کا بجٹ تیار کرنے اور خوشیاں میں مصروف تھے۔یہ ظالم اور غاصب جو جی چاہے کرتے جائیں، جہاں عوام کا اظہار خیال جرم بن جائے، انکو بلا جواز دہشت گرد بنا دیا جائے، انکو خفیہ ایجنسیاں اٹھا کر لے جائیں، انکا قتل عام کر دیا جائے، جہاں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کا نام لینے والے دینی علما اور انکی درسگاہوں کے معصوم، بیگناہ، بچے بچیوں، طالبات اور طالبعلموں اور انکی اساتذہ مرد وزن کو دہشت گرد کا نام دے کر ایک عرصہ تک ٹی وی، اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے جھوٹے، بے

بنیاد، بوگس اور غیر مصدقہ الزامات سے پوری دنیا کے سامنے اسلام کے نام لیواؤں اور اسلام کے نفاذ کیلئے سر اٹھانے والوں اور انکے دینی جذبوں، انکی دینی شہرت کو دہشت گرد کا نام دیکر مسخ اور رسوائے زمانہ کر دیا جائے۔ ملکی، افغانی اور انکے دینی مدارس اور مساجد کو امریکہ کے مطلوب دہشت گردوں کا ہیڈ کوارٹر ثابت کرنے کیلئے **ملک** کے تمام ابلاغ کے ادارے دنیائے عالم کو واقعات سے متضاد حقائق بتا رہے ہوں کہ لال مسجد اور حفصہ کا دینی ادارہ اسلام آباد کے بین الاقوامی شہر میں دہشت گردوں کا ٹریننگ سنٹر کھلا ہوا ہے، کئی ماہ تک مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انکی دین محمدی ﷺ کے نفاذ کی تحریک کو کچلنے کیلئے جرنیل اور سیاستدان حکمران جھوٹے الزامات اور مختلف نوعیت کا مہلک پراپیگنڈا کرتے رہے۔ اسطرح جیسے امریکہ نے عراق کو بین الاقوامی سطح پر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایٹم اور نائٹروجن بموں کو تیار کرنے کا مجرم بنا دیا تھا، انہوں نے اخبارات، ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ لال مسجد اور حفصہ کی درسگاہ کو دہشت گردوں کا قلعہ بنا دیا، **ملک** کے اس قلعہ کو فتح کرنے کیلئے فوج بلالی اور فوجی اپریشن کے احکام جاری کر دیئے۔ فوجی کاروائی نو دن تک جاری رکھی، ہزاروں معصوم طالبعلموں، طالبات، بچے بچیوں اور انکے اساتذہ کرام کو جدید اسلحہ سے بڑی بے دردی سے قتل کرتے اور انکی مسخ شدہ لاشوں کو ٹھکانے لگاتے رہے۔ حیرت کن بات یہ ہے کہ ایک دہشت گرد بھی اس ادارے اور مسجد سے حکمرانوں نے نہ قتل کیا اور نہ پکڑ سکے۔ ایک طالبعلم کا کٹا ہوا سر حکومت کو ملا جسکو وہ بیرون **ملک** کے دہشت گرد کا سر کہتے رہے جو اٹک ضلع کا رہائشی نکلا اور اسکے لواحقین اسکو پہچان کر لے گئے۔ یہ ایک کربلا سے بڑا سانحہ تھا جس میں معصوم بچے بچیوں، طالبعلموں طالبات اور انکی اساتذہ پر مشتمل کثیر مستورات کا قتل عام کر دیا، جسکی مثال کربلا میں نہیں ملتی۔ ان شہیدوں کا معصوم خون اور روحیں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کی آبیاری کیلئے ایک نئی کربلا کا منظر پیش کر گئی ہیں۔ نمرود، فرعون، یزید اور روشن خیال اسلام کے نظریات اور اسکے ضابطہ حیات کی سرکاری بالا دستی کے خلاف ایک راستہ متعین کر گئی ہیں۔ جرنل پرویز مشرف انکے کور کمانڈروں اور حکومتی سیاسی جماعت مسلم لیگ ق کے تمام ایم پی اے، ایم این اے سینٹرز، وزیروں مشیروں، وزیر اعلیٰ گورنروں، وزیر اعظم کے خلاف ان معصوم، بیگناہ بچے بچیوں کے والدین اور عوام الناس انکو دلی نفرت سے دیکھنا شروع کر چکے ہیں۔ افواج پاکستان کی سپاہ کے افراد اور پولیس اہلکاروں پر حملے جاری کر چکے ہیں۔ اس حکومت نے عوام اور افواج پاکستان کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلنے کے جرم کا ارتکاب کر دیا ہے۔ افواج پاکستان تمام سیاسی جماعتوں اور عوام الناس کا اجتماعی قیمتی اور انمول اثاثہ ہیں۔ قوم نے افواج پاکستان کو پاکستان کا جھنڈا ہاتھ میں دیا تھا، لیکن جرنل مشرف نے مسلم لیگ ق سے منسلک ہو کر افواج پاکستان کو ق لیگ کا حصہ بنا دیا ہے۔ ملت اور فوج کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے، افواج پاکستان اور پوری قوم کیساتھ ظلم کیا ہے۔ کیا مسلم لیگ نون، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی اور دوسری سیاسی جماعتوں سے منسلک لوگ افواج پاکستان میں نہیں ہیں۔ اس جرنیل نے افواج پاکستان کی جمعیت کو روند کر رکھ دیا ہے، جسکے دوررس نتائج سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں۔

ملک میں سیاستدان اور حکمران معاشی، معاشرتی اور دینی ضابطہ حیات کو تباہ کرنے کیلئے اس بے دین حکومتی طبقہ نے حقوق نسواں کے نام پر اپنی ۶۸ بہو بیٹیوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلی ممبران بنا دیا، انکو وزارتیں، مشاورتیں انکو سیاسی جہیز میں دے دی گئیں۔ عوام الناس پر ایک نسوانی اسمبلیوں، انکی ممبران، وزیر و مشیر، انکی سفارتوں، انکی وزیر اعلیٰ، انکی گورنرشپوں، انکے سرکاری عملہ کا بوجھ بھی موجودہ اسمبلیوں کے

اخراجات کے بجٹ سے ایک فیصد زیادہ ہوگا۔ کیا یہ روشن خیال اسلام اور حقوق نسواں کے نام پر ملکی معیشت کو ہمیشہ کیلئے سولہ کروڑ افراد پر ایک معاشی عذاب بنا نہیں دیا گیا۔ کیا یہ فیصلہ عوام سے پوچھ کر کیا گیا ہے۔ کیا یہ ملکی خزانہ جرنل پرویز مشرف، اسکے کور کمانڈروں یا **مسلم لیگ** ق کے ہارس ٹریڈنگ سے اکٹھے کئے ہوئے ممبران کا ہے۔ کیا کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام کا استحصال شدہ طبقہ اس اضافی معاشی بوجھ کا متحمل ہے۔ کیا یہ ملکی آئین اور دین محمدی ﷺ کے خلاف روشن خیال اسلام کا نفاذ **ملک** وملت پر جائز ہے! ہرگز نہیں۔ یہ ملکی معیشت پر ان بدقماشوں کا دوسرا حملہ ہے۔ اس جرنیل اور وزیراعظم کے ماضی کی معلومات تو حاصل کرلو، یہ کون لوگ ہیں، انکا دین کونسا تھا، یہ کیسے حکومت تک پہنچے، یہ کن کے ایجنٹ ہیں، انکا مشن کیا ہے، ہارس ٹریڈنگ کا سلسلہ جاری کیسے کیا، سیاسی رشوتیں، وزارتیں، مشاورتیں تقسیم کیسے کیں۔ تمام جماعتوں کے مجرموں اور غداروں کو حکومت میں شامل کیسے کیا، قرضے معاف کیسے کئے، کیا یہ ملی امانتوں کو معاف کرنے کے مجاز ہیں، اسمبلیوں کے مجرم ممبران کی عددی برتری کیسے قائم کی، اس عددی برتری سے دین کو بدل کر رکھ دیا، ملکی معاشیات کو اسمبلی ممبروں اور انکی اولادوں میں تقسیم کرلیا!۔ انقلاب وقت انکے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ کوئی پولیس مین، کوئی فوجی سپاہی، کوئی رینجر کا اہلکار اب کسی معصوم، بیگناہ، عوام پر گولی نہیں چلائیگا۔ عوام کے غیض وغضب سے بچ نکلیں تو انکی خوش قسمتی ہوگی۔ اب اگر انہوں نے ظلم کا ہاتھ اٹھایا تو یہ نہ بچیں گے، نہ انکی اولادیں بچیں گی نہ انکے محل، نہ انکے کارخانے، نہ انکی عیش وعشرت کی زندگی کا نام ونشان بچے گا۔ مسلمان کے روپ میں کتنے ظالم اور غاصب اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصب حکمران ہیں کہ ۹۹.۹ فیصد کسانوں،

مزدوروں، محنت کشوں اور عوام الناس کے پاس پورے پاکستان میں یعنی سولہ کروڑ اہل پاکستان کی نسلوں کے پاس نہ کوئی انگلش میڈیم سکول، نہ کوئی ایچی سن کالج، نہ کوئی یونیورسٹی اور نہ ہی کوئی ان میں سے ڈی سی، ایس پی، جج، جرنیل کا کوئی عہدہ، نہ ہی ان کے پاس کوئی جمہوریت کے بی ڈی سسٹم کے ممبر کا عہدہ، نہ ہی کوئی ناظم، نہ ہی کوئی ایم پی اے، نہ ہی کوئی ایم این اے، نہ ہی کوئی سینیٹر، نہ ہی کوئی وزیر، نہ ہی کوئی مشیر، نہ ہی کوئی وزیراعلیٰ، نہ ہی کوئی گورنر، نہ ہی کوئی وزیراعظم اور نہ ہی کوئی صدر پاکستان ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک اس **ملک** میں بنا ہے تو بتادو۔ آج تک ۹۹.۹ فیصد عوام الناس میں کسی ایک کو بھی پورے **ملک** میں سے کسی طبقہ کے کسی فرد کو کوئی چانس دیا گیا ہے تو ان غاصب سیاستدانوں، جرنیلوں، حکمرانوں کو اجازت ہے کہ وہ ملت کو اصل حقائق سے آگاہ کریں، ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں و رعوام الناس کے پیدا کردہ وسائل، مال و دولت اور خزانہ کو ان سرکاری عہدوں کے باطل نظام حکومت کے ذریعے ملکی بجٹ لوٹنے والے کون ہیں! سولہ کروڑ مسلمانوں کا دین اور انکی معاشیات کے رہزن کون ہیں!۔ یہی قوم کے مجرم سیاستدان اور حکمران! اب ان پر لازم ہو چکا ہے کہ وہ عوام کے جلسوں میں اپنی سیاہ کاریوں کو پیش کرنے کی مزید کوشش نہ کریں، اب حالات انکے لئے مناسب نہیں ہیں، حکمران ملت کو اپنی پارسائی اور انکے معاشی جسد کے ناحق خون کے قتل کا پہلے جواب دیں! **ملک** وملت دین محمدی ﷺ کا ضابطہ حیات، اسکی تعلیمات اسکی طرز حیات کے نظام کو نافذ کرنے کیلئے بیتاب منتظر کھڑی ہے!۔

۷۱۔ **ملک** میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصبانہ نظام کو مزید مضبوط سے مضبوط کرتے چلے آرہے ہیں۔ مسلم امہ کا کردار اس جمہوریت کی بھینٹ چڑھتا جارہا ہے۔ عوام الناس اخلاقی طور پر نہایت پست اور عملی طور پر بدترین کرپٹ نظام اور سسٹم میں پرورش پاتے چلے آرہے

ہیں۔ یہ رائج الوقت کرپشن اور دین کش ماحول ملک وملت پر نافذ العمل کر دیا گیا ہے۔ جس سے مسلم امہ کی نسلیں صداقت کے چراغوں سے محروم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

۱۸۔ مغربی نان کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والے ان گنتی کے چند بدقماش حکمرانوں، چند غاصب معاشی رہزنوں نے مسلم امہ کو جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے شکنجے میں قابو کرلیا ہے۔ ملک کے پندرہ کروڑ انسانوں کو ان کے بنیادی عقیدے، نظریات اور دین محمدی ﷺ کی تعلیمات سے متضاد اور متصادم تعلیمی، انتظامی، عدالتی، معاشی، معاشرتی نظام کا سرکاری طور پر پابند بنالیا ہے۔ مسلم امہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے کینسر میں مبتلا کر دی گئی ہے۔

۱۹۔ ملک کے یہ تمام سرکاری ادارے آج تک اپنی شب وروز کی بھرپور محنت سے، انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک، ملی کریکٹر کو ان جمہوریت کے سانچوں میں ڈھالتے چلے آرہے ہیں۔ اس طرح اسلامی نظریات کو اسمبلیوں کے ذریعہ کچلتے اور اسلامی کلچر کو ختم کرتے چلے آرہے ہیں۔ ملک میں اینٹی کرسچن جمہوریت کی بالادستی، اسکے کلچر کو تیار کرنے والا تعلیمی نصاب، تعلیمی ادارے جو اس نظام کو چلانے کیلئے انتظامیہ عدلیہ کے دانشور تیار کرتے رہیں گے اسوقت تک فوجی مارشل لا آجائے، سیاسی مارشل لا آجائے یا سیاسی انقلاب آجائے حالات دن بدن بگڑیں گے، درست نہیں ہوسکیں گے جب تک مسلم امہ پر دین محمدی ﷺ کا دستور مقدس کا نفاذ عمل میں نہیں لایا جاتا۔

۲۰۔ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ اسلامی مملکت پاکستان میں نشرواشاعت کے تمام ادارے اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹی وی، اینٹی کرسچن جمہوریت کی افادیت کے گیت گاتے چلے آرہے ہیں۔ ملک کے یہ تمام ذرائع ابلاغ کے ادارے، جمہوریت کی مغربی تہذیب کی تربیت گاہ کے مبلغ بن چکے ہیں۔ مسلم امہ کے نظریات کا قتال کرتے چلے آرہے ہیں۔

۲۱۔ سودی معاشی نظام فرعون کا اپنالیا گیا۔ چار قومیتی نظام یعنی برہمن، کھتری، کھشتری، شودر کا انسانیت سوز دھرم ہندوازم سے حاصل کر کے سرکاری نظام کا حصہ بنالیا۔ یعنی ہندوازم کے ان چار درجات کو قانونی تحفظ دے کر مسلم امہ پر مسلط کر دیا گیا۔ ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام اسکے عملی ورد کا حصہ بن چکا ہے۔ اسلام کی روح کے برعکس پاکستان کو فرعون نگر، یہودنگر اور ہنودنگر کے نظریات کا مجموعہ بنا دیا گیا ہے۔

۲۲۔ مخلوط تعلیم مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ کے نظام سے دین کی روح کو مسخ کر دیا گیا ہے، پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کو مغرب کی طرح مخلوط معاشرے کی فحاشی بے حیائی، بدکاری اور زناکاری کا ماحول سرکاری طور پر مہیا کر دیا گیا ہے۔

۲۳۔ طبقاتی تعلیم ملک میں جاری کررکھی ہے۔ ستر فیصد کسانوں کیلئے تمام ملک میں ایک کالج یا کوئی یونیورسٹی آج تک کسی دیہات میں قائم نہیں کی۔ انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس کی اولادیں اعلیٰ اداروں کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ ملت کو جرنیل و بیٹ مین، وزیراعظم و اردلی، افسر و ماتحت، آقا اور غلام، حاکم ومحکوم کے معاشی اور معاشرتی کینسر میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔

۲۴۔ انتظامیہ اور عدلیہ ان آٹھ دس ہزار جاگیرداروں، اور سرمایہ داروں، کو انگریز کے ورثہ میں ملے ہوئے اقتدار کو تحفظ فراہم کرنے کی پابند

بنادی گئی ہے اور یہ اقتدار پرست رہزن اس مسلط کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے منافقانہ، فاجرانہ، ظالمانہ، نظام کو قائم رکھنے کے لئے سرکاری مشینری کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی کے ذریعہ ہانکتے اور استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔

۲۵۔بڑی بدنصیبی کی بات یہ ہے۔کہ پاکستان میں کسی ایک سیاسی یا دینی جماعت نے بھی اینٹی کرسچن جمہوریت ،فرعونیت ،مغربیت اور ہندوازم کو مسترد نہ کیا ہے اور اس کے تحت چلنے والی حکومتوں یا انتخابات کا بائیکاٹ تک نہ کیا۔خاص کر اسلامی سیاسی جماعتوں کے دینی رہنماؤں کو کس طرح سمجھایا جائے کہ وہ یزیدی نظام کی پیروی میں ہمہ تن گوش اپنی آخرت اور ملت کی تباہی کے ذمہ دار بنتے جا رہے ہیں۔ ان کو کیسے باز کیا جائے۔یا اللہ تو انکی رہنمائی فرما آمین۔

۲۶۔اے سیاستدانو،اے حکمرانو،اے جرنیلو کتنے ظلم کی بات ہے!۔کہ تم نے ملت سے اسکا دین، اسکے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکی تعلیمات، اسکا ماحول، اسکا کلچر اسکی تہذیب، انکا مال و متاع مارشل لا کی تیار کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے اقتدار کی تلوار سے روندتے چلے آرہے ہو اور ان سے الفت نبی کریم ﷺ کا تمام عملی نظام حیات سرکاری طور پر الگ اور چھین رکھا ہے۔

۲۷۔اے سیاسی رہنماؤ مسلم امہ کو ہمیشہ تم یہ تصور پیش کرتے چلے آرہے ہو۔کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام اسلام کے شورائی نظام کے قریب ترین ہے۔ملت کو یہ بھی باور کراتے چلے آرہے ہو کہ روشن خیال اسلام مخلوط تعلیم، مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ سے جنم لیتا ہے۔حقوق نسواں کے نام پر مسلم معاشرے کے جنسی تقدس کو روند کر امریکی صدر کی پیروی کرنا چاہتے ہو،غریبوں کی بیٹیوں کو اچھی تنخواہوں اور شاہی سہولتوں کے عوض انکو داشتہ بنانا چاہتے ہو،لیکن یہ بڑی بدنصیبی کی بات ہے کہ تم اور تمہارے ہارس ٹریڈنگ سے اکٹھے کئے ہوئے سیاسی حکمران اتنی سی بات کو سمجھ نہیں پائے۔کہ اسلام اور کفر کی حدیں بھی بالکل اسی طرح قریب ترین ہیں۔لیکن کفر کفر ہے۔اور اسلام اسلام ہے۔

۲۸۔سیاسی اسلامی جماعتوں کے رہنما اس بات کی وضاحت فرماویں کہ ملک میں تمام دینی مدارس، مسجدیں، اور عوام صرف اور صرف اسلامی تعلیمات پڑھنے اور سننے کی حد تک محدود نہیں ہو چکے ہیں۔اور دوسری طرف اینٹی کرسچن جمہوریت کے زیر قیادت غیر اسلامی، انتظامی اور عدالتی، معاشی، معاشرتی تعلیمی، فاجرانہ، فاسقانہ، منافقانہ باطل قوانین اور ضوابط کی تعلیمات کو ملکی سطح پر رائج رکھنے، اسکی پیروی کرنے کے بعد مسلمان کہلانا کہاں تک جائز ہے! ملت کو مطلع فرماویں کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اطاعت کے بعد مسلم امہ کو کس نام سے پکارا جا سکتا ہے۔

۱۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے، کہ کسی بدکردار، بدبخت ملت کے کردار کو سرکاری سطح پر قانون سازی کے ذریعہ تباہ اور دین کے خلاف ضابطہ حیات مسلط کرنے والے مارشل لا کے جرنیلوں اور سیاستدانوں کے خلاف دین محمدی ﷺ کی ملکی سطح پر بالادستی کی بات نہیں کر سکتے۔

۲۔کیا افواج پاکستان ایک ایسے جرنیل اور سیاستدانوں کا نام ہے، جو حکومتی اہلیت سے نابلد اور شراب میں دھت مشرقی پاکستان کو نگل چکا ہو۔کیا ایسی سچائی بیان کرنا اور ایسے غاصب بے دین جرنیلوں سے نجات کا راستہ بتانا افواج پاکستان کی توہین ہے یا افواج پاکستان کے

انمول ادارے کاتحفظ ہے۔

۳۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں افسر شاہی ،منصف شاہی ،جرنیل شاہی ،سیاستدانوں ،حکمرانوں کیلئے کلبوں اورانکے عیش و عشرت کے میکدے آباد کرنا اورانکے لوازمات کومہیا کرنے کی اجازت ہے۔کیا اس طبقاتی معاشی نظام اورسسٹم کوختم کرکے **ملک** سے غربت ،مفلسی ،تنگ دستی ،بیروزگاری کوختم کرنا اورمغرب کی طرح انسانی بنیادی حقوق ،بیروزگاری الاؤنس ،علاج معالجہ کی سہولت ،کوادا کرنا ضروری ہے۔

۴۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق **ملک** میں سودی معاشی نظام جائز ہے،کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات کلاس ون ،ٹوتھری ،فور ،یعنی براہمن ،کھتری ،کھشتری اورشودر مسلم امہ کی نسلوں پر یہ معاشی اور معاشرتی نظام مسلط رکھنا جائز ہے۔

۶۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ جرنیل اور بیٹ مین ،وزیراعظم اور گن مین ،سیکرٹری اوراردلی ،افسر وماتحت ،براہمن اورشودر آقا اورغلام کا طبقاتی معاشی نظام مسلط کرکے ملت کے اجتماعی حقوق اعتدال ومساوات کوایک رہزن کی طرح لوٹ لیا جائے۔

۷۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ انگریز کا تیار کیا ہوا اینٹی کرسچن جمہوریت کے عدلیہ اورانتظامیہ کا بے دین نظام حکومت پاکستان میں جاری رہیگا۔

۸۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ انگریز کے سسٹم کے مطابق انتظامیہ قاتلوں کوایف آئی آرسے نکال کر بیگناہ ،معصوم اور بےضرر انسانوں کوقانون کاپھندہ انکے گلے میں ڈال کرعدلیہ کوکیس برائے سماعت بھیج دے اورعدلیہ انکے کیسوں کے مطابق ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک ایسے معصوم و بیگناہ افراد کوپھانسی پر لٹکاتی چلی جائے ،جبکہ انتظامیہ ،عدلیہ اوروکلا ہر چند کہ وہ حقائق سے اچھی طرح واقف ہوں۔یہ کیسا کالانظام ہے جسکا کوئی علاج نہیں۔

۹۔کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ سول کورٹ میں درج ہونے والے ۹۰ فیصد کیس جھوٹے اوربوگس عدالتوں میں دائرہوتے رہیں ،انکے متعلق انتظامیہ ،عدلیہ ،سیاستدان ،حکمران اور مارشل لاکے جرنیل اچھی طرح جانتے بھی ہوں ،بیگناہ اور بےضرر انسانوں کوان کیسوں میں ملوث کرکے انکی زندگی اجیرن ،صبح سے شام تک ایک بدترین مجرم کی طرح عدالتوں کے سامنے کھڑے رہنے کی سزا برداشت کرتے رہیں۔سو،سواسو کی لسٹ ،پہلے عدالت کا اہلمد گیارے بجے تک حاضری لگائے ،پھرتین چار بجے تک جج صاحب کے روبروحاضرہونا لازم ہو،دوردراز کے علاقوں سے عدالت تک پہنچنے کے اخراجات ،وکیلوں کی فیسوں کی سزا منشیوں کے طلبانے اورکاپیاں لینے کے اخراجات ،ریڈروں سے لمبی اور چھوٹے عرصہ کی تاریخیں لینے کی مالی سزا ،دوتین کیسوں کی سماعت اوربقایا کوسالہاسال تک عدالتوں کا اس طریقہ کار اورسرکاری سسٹم کا ایندھن بنانے کی سزا ،کیس کا فیصلہ ہوجائے تو نئے اپیل کے کیسوں اوراخراجات کی سزا ،اسکے بعد ہائی کورٹس میں اپیلوں اوراعلیٰ وکیلوں کی فیسوں کی سزا ،عمریں بیت جاتی ہیں ،کیس دوسری نسلوں کوٹرانسفر ہوجاتے ہیں۔یہ عدالتی نظام کا

ایک ایسا بیہودہ عبرتناک عدلیہ کا طریقہ کار ہے، یہ ادارہ اپنی آفادیت کھو چکا ہے، جج بھی بڑھتے رہتے ہیں، کیس ان سے کئی گناہ زیادہ دائر ہوتے رہتے ہیں، عوام کرپشن، رشوت، ججوں، اہلمدوں وکیلوں انکے عملہ کی اذیتوں کے کینسر کا شکار ہوکر دم توڑتی جاتی ہے۔ لائق وکلا، اعلیٰ فیس والے وکلا، ہر روز ججوں، عدالتوں کے قوانین کا رخ بدلتے اور نئے قوانین جنم دیتے رہیں، کمزور مدعی کب سرمائے دار کا مقابلہ کرسکتا ہے، انصاف عدالتوں کے ذریعہ بکتا ہے، کسی جھوٹے کیس دائر کرنے والے مجرم کو کوئی سزا نہیں دی جاتی، کوئی ہرجانہ یا جرمانہ تک نہیں کیا جاتا، اگر ایسا کیا جائے تو عدلیہ ایسے جرائم اور مجرموں کا دروازہ بند کرسکتی ہیں۔ ورنہ عدالتیں، سیاسی اور مارشل لا کے حکمران ملک کے سولہ کروڑ افراد کو ایک کینسر بن کر چمٹ چکے ہیں اور ملی مجرم بن چکے ہیں۔ یہی عدلیہ چار مارشل لا کے جرنیلوں کو ملکی عوام کو فتح کرنے، ماشل لا نافذ کرنے اور انکی غیر آئینی حکومتوں کو تحفظ دینے کی مجرم ہے۔ یہ ایک فرسودہ اور انسانیت سوز عدلیہ کا ادارہ بن چکا ہے۔ ۶۰ سال کے طویل عرصہ میں یہ پہلے جج آئے ہیں جنہوں نے اس برائی کا تدارک کرنے کی جرات کیساتھ مقابلہ کیا ہے اور وکلا نے ایسے جرائم کو ختم کرنے اور عدلیہ کو جرنیلوں کی گرفت سے آزاد کرانے میں بھرپور رول ادا کیا ہے۔ ورنہ یہ ادارہ تو فوجی غاصبوں اور ہارس ٹریڈنگ کے مجرم سیاستدانوں اور حکمرانوں کا پرسنل سرونٹ بن کر ان کے جرائم کو تحفظ فراہم کرتا اور ملت کے حقوق کو روندتا چلا آرہا تھا، یہ نظام اور حکمران اپنا غاصبانہ دور ختم کرچکے ہیں۔

۲۹۔ سیاستدانوں حکمرانوں کا یہ صریحا دین محمدی ﷺ اور مسلم امہ کی نسلوں کے ساتھ زیادتی، ظلم، دغابازی، دھوکا اور فریب ہے۔ مسلمانوں کے نظریات کے قتال کا کھیل ایک تباہ کن سازش کے ساتھ کھیلا جارہا ہے۔ اس طرح ملت ایک المیہ سے دوچار ہوچکی ہے۔ مسلم امہ کو ان سے نجات حاصل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۳۰۔ جمہوریت کے ضابطہ حیات کے سیاسی جماعتوں کے جاگیردار، خان بہادر، وڈیرے، سرمایہ دار اور دینی سیاسی جماعتوں کے رہبروں، راہنماؤں کے لئے اقتدار کی جنگ جیتنے کے اصول وضوابط وہی ہیں جن پر یہ چل رہے ہیں ان کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو دین کو چھوڑ کر اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشوروں کی بیعت کرچکے ہیں۔ اور انکے دانشوروں کی سیاست کی وزارتوں کے مجاور بن چکے ہیں

۳۱۔ دین کو ملکی سطح پر رائج کرنے کا طریقہ بالکل جدا اور متضاد ہے۔ ضرورتوں، خواہشوں، اقتدار، اور حکومتوں کے طالب اس منزل کے راہی نہیں ہوسکتے۔ سومنات کی پوجا کرنے والے کلمہ حق کی ضرب کے وارث نہیں ہوسکتے۔

۳۲۔ اصحاب صفہ، انکا دینی ادارہ جو مذہب کی تعلیمات کے حصول کا محور رہے اور یہ دینی اصحاب وہ طیب ہستیاں ہوتی ہیں جو مغربی جمہوریت کے تعلیمی اداروں یا ان کی اسمبلیوں میں نہیں پلا کرتیں۔ حق اور سچ کا پہرہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اکیڈمی کے فارغ البال افراد کا مقدر نہیں ہوتا۔ یہ طیب فریضہ حق سچ کے عالم دین، درویش، فقیر اور بوریا نشین ہی ادا کرسکتے ہیں۔ یہ علم انہی کے دینی اداروں میں پلتا ہے۔

۳۳۔ آزادی کے بعد ملک اینٹی کرسچن جمہوریت کے ایک فتنہ اور المیہ میں مبتلا ہوگیا۔ اور پوری ملت کو دردناک واقعات اذیتناک مصائب، اندوہناک اور خوفناک حالات میں مبتلا کردیا گیا۔ ملک میں بدعملی، بدعہدی، اخلاق سوزی، ظلم وتشدد، لوٹ کھسوٹ، ناانصافی، حق

تلفی، اعتدال و مساوات کو کچلنے کی اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کی درس گاہ بنا دیا گیا ہے، مسلم امہ نفرت، نفاق اور مغربی دانشوروں کی مغربی جمہوریت کی سیاست میں بکھرتی چلی جا رہی ہے ۔

۳۴۔ انتظامیہ اور عدلیہ کا غیر اسلامی، اینٹی کرسچن جمہوریت کا فرسودہ نظام حکومت، رشوت، سفارش، کرپشن دہشت گردی کے طریقہ کار سے منسلک ہے، ملت کو برسر اقتدار طبقہ کے گھناؤنے جرائم سے واسطہ پڑ چکا ہے ۔ جس کا پاکستان بناتے وقت اور ہندوستان سے ہجرت کرتے وقت کوئی ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ۔ اس وطن میں مسلم امہ مغربی جمہوریت کی ایک ناگہانی آفات میں مبتلا اور دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، تعلیمات سے دور ہو چکی ہے ۔

۳۵۔ نوے سال کی غلامی کے بعد مسلمانان ہند کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے نجات اور آزادی نصیب ہوئی ۔ تو ملک کا نظام انگریز کے پروردہ ان غدار غاصب ہاتھوں میں چلا گیا ۔ جو اسلامی دستور ملک میں نافذ العمل کرنے کے حق میں نہ تھے ۔ ان کو تو صرف معاشی وسائل اور اقتدار حاصل کرنا ہی مقصود تھا ۔ وہ تو پہلے ہی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ غداری، ظلم، زیادتی اور انگریزوں سے معاونت کر کے جاگیریں، وسائل اور مال و دولت حاصل کرنے جیسے جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے ۔ جس کا حساب اب تک ان کے ذمہ واجب الادا چلا آ رہا ہے ۔

۳۶۔ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ تعاون کیا ۔ اور ان کی حکومت قائم کرنے میں پوری پوری معاونت کی ۔ اس عظیم تعاون کے عوض ان لوگوں کو سر، خان بہادر، نواب ہمردار اور دیگر خطابات سے نوازا گیا ۔ اور انہی کارناموں کی وجہ سے ان کو جاگیریں، اور وظیفے عطا کئے گئے ۔ انگریز کے دور میں بھی اور آج بھی انگریزوں کے اینٹی کرسچن جمہوریت کی بالادستی سے انکو اور انکی اولادوں کو اہم حکومتی سیاسی اور سرکاری عہدے، عیش و عشرت کی بھرپور آسائشیں اور شاہی سہولتیں میسر ہوتی چلی آ رہی ہیں ۔ ملت آج انگریز کے زمانے سے بھی زیادہ بدترین واقعات اور سخت ترین اینٹی کرسچن جمہوریت کے شکنجوں میں جکڑی پڑی ہے ۔ اپنے نجات دہندہ عادل کی متلاشی منتظر کھڑی ہے ۔

۳۷۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے مغلیہ خاندان کی حکومت ہندوستان سے مکمل ختم کی ۔ ہندو تو پہلے ہی مسلمانوں کے خلاف تھے ۔ انہوں نے اس وقت انگریزوں کا پورا پورا ساتھ دیا ۔ اس کے عوض انہوں نے معاشی فوائد، اور سرکاری ملازمتیں حاصل کیں ۔ ہندوستان سے مسلمانوں کے اچھے گھرانوں کا چن چن کر خاتمہ کیا گیا ۔ یہاں تک مغلیہ خاندان کے افراد اور ایسے تمام مسلمان جنہوں نے انگریزوں کا ساتھ نہ دیا ۔ ان کو بڑی بے رحمی سے قتل کرتے رہے باقی جو بچے وہ دور دراز کے دیہاتوں کی طرف جان بچانے کے لئے بھاگ گئے اور گمنامی اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی گذارنے لگے ۔

۳۸۔ بہادر شاہ ظفر مغلیہ خاندان کی آخری نشانی تھے ۔ انگریزوں نے اسے رنگون کی جیل میں قید کیا ۔ اس کے بیٹوں کے سر کھانے کی میز پر چنے گئے ۔ ان تکلیفوں اور اذیتوں نے اس کی زندگی کا چراغ گل کیا ۔ وہ حالت قید میں دم توڑ گئے ۔ اس کی قبر رنگون میں ہے ۔ خود اسی نے کبھی کہا تھا ۔

کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں

اس وقت کے ملکی غدار جاگیرداروں سرمایہ داروں اور ہندوؤں کے تعاون سے انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے قدم جمائے۔اور مسلمانوں کی حکومت کو ختم کیا۔اور ایک پوری صدی تک ہندوستان پر حکومت کرتے رہے۔

۴۰۔انہوں نے اس **ملک** پر قبضہ قائم رکھنے کے لئے مغربی دانشوروں کا اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت مسلط کیا، انتظامیہ اور عدلیہ کا جابرانہ اور ظالمانہ نظام رائج کیا۔مسلمانوں کو سخت اذیتیں اور سزائیں دیں۔تاکہ اتنے بڑے **ملک** میں ان کے خلاف کوئی بھی چوں چراں نہ کرسکے۔انگریز ہندوستان کو سونے کی چڑیا کہتا اور یہاں سے مال و دولت سمیٹ کر انگلستان لے جاتا۔لوگ غربت و افلاس، بے بسی و بے کسی کی عبرت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے، انگریز کے وقت میں بھی یہ غدار مال و دولت اور اقتدار سے کھیلتے تھے، آج بھی انہوں نے ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی نکیل ڈالی ہوئی ہے، **ملک** کا اقتدار اور حکومت انگریز کے پروردہ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، انہی کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والی انتظامیہ اور عدلیہ کے دانشور اسی طرح اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔اس مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے پیروکاروں سے نجات وقت کی اہم ضرورت ہے، ورنہ **مسلم** امہ کے سولہ کروڑ افراد اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلمات کے صحرا میں گم ہو جائیں گے۔

۴۱۔۱۹۴۷ء میں ہندوستان کو طویل کوششوں اور قربانیوں کے بعد آزادی ملی اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔دنیا کی تاریخ میں یہ پہلی نظریاتی ریاست پاکستان کے نام پر قائم ہوئی، لیکن بدقسمتی سے ان سیاستدانوں نے **ملک** میں اسلامی دستور مقدس اور اسکا ضابطہ حیات نافذ العمل نہ کیا۔ملت اینٹی کرسچن جمہوریت کی ناگہانی آفات میں بری طرح پھنستی اور مختلف اذیتوں میں مبتلا ہوتی گئی۔

۴۲۔قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی بصیرت اور اعلیٰ صلاحیتوں کی انتھک کاوشوں سے یہ **ملک** قائم تو ہو گیا۔لیکن ان کی صحت گرتی گئی۔آخر ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء میں اس سرائے فانی کو الوداع کہہ گئے۔ان کی وفات کے بعد **ملک** و ملت یتیم ہو گئے۔اور لاوارثوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے۔وہ سلوک اس جاگیردار اور سرمایہ دار اور دینی سیاسی رہنماؤں نے مل کر اس **مسلم** امہ کے سولہ کروڑ انسانوں کے ساتھ کیا۔اور **ملک** کی سیاست، وسائل، مال و دولت، اقتدار اور حکومت پر قابض ہو گئے۔

۴۳۔ان کے پاس نہ کوئی بصیرت نام کی چیز تھی نہ ہے۔نہ **ملک** و ملت کی رہنمائی کے لئے اہلیت۔انہوں نے **ملک** پر اپنا قبضہ مستحکم رکھنے کے لئے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کو ہی اپنا منشور بنالیا۔**ملک** پر اسلامی دستور کو دیدہ دانستہ نافذ العمل نہ ہونے دیا۔**مسلم** امہ دین کے نظریات اور مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے تضاد کا شکار ہوتی گئی۔**مسلم** امہ کا اجتماعی جسد ظاہری اور باطنی اخلاق، روحانی بیماریوں کی زد میں آ گیا۔اس بے دین جمہوریت کے نظام حکومت نے **ملک** میں اعتدال و مساوات کو کچل دیا۔حکمران سرکاری اور ذاتی محلوں کی تعمیرات میں گم، عیش و عشرت اور شاہی تصرفانہ زندگی کے عذاب میں ڈوبتے گئے۔ملت تنگدستی، غربت اور بیروزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر خودسوزیاں اور خودکشیوں کرتی چلی جارہی ہے۔

۴۴۔انگریزوں کے مروجہ نظام کو جو انہوں نے ایک محکوم قوم کو بری طرح کچلنے کے لئے مسلط کررکھا تھا۔اس کو اپنایا۔**ملک** میں انہی کا

جمہوری نظام حکومت قائم کیا۔ اس کو اس طرح ترتیب اور ترکیب دیا تا کہ اس استحصالی طبقہ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص حکومتی مشینری میں شمولیت کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔ وہ اس مشن میں پوری طرح کامیاب رہے، اور ۹۹۰۹ فیصد عوام انکے قیدی، غلام اور انکے نظام حکومت کے پنجرے میں محکوم بن کر رہ گئے۔

۴۵۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے اپنے اپنے علاقوں کی نشاندہی کرلی، اسی علاقے میں یہ لوگ الیکشن میں کھڑے ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ایم پی اے اور ایم این اے کا الیکشن لڑتے ہیں۔ اور انہی میں سے کامیاب ہو کر چاروں صوبائی اسمبلیوں اور وفاقی اسمبلی میں پہنچتے جاتے ہیں۔ باقی اسی ٹولہ میں سے ہی سینیٹر چن لئے جاتے ہیں۔ اس طرح حکومتی پنڈال تیار ہو جاتا ہے۔

۴۶۔ جو الیکشن میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ ان کو یہی ممبران سینیٹر چن کر اس ایوان اعلیٰ کا رکن منتخب کر لیتے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست میں صرف اور صرف یہی آٹھ دس ہزار نفوس پر مشتمل استحصالی طبقہ ملک کی سیاست کے سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے۔ اپنے اپنے علاقوں میں اس ظالم استحصالی طبقہ کا پورا کنٹرول ہوتا ہے۔ تھانے کچہریاں انکے ظلم کی داستاں رقم کئے جا رہے ہیں۔

۴۷۔ تھانے، کچہریاں، انتظامیہ، عدلیہ، ان کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اور ان کے غنڈے ورکر الیکشنوں میں ہر قسم کی بداعمالی، ہر قسم کی کرپشن اور ہر طرح کا گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں۔ جس کے صلہ میں وہ ان سے تھانوں، عدالتوں اور تمام دوسرے محکموں سے ہر قسم کا جائز و ناجائز کام ان کی وساطت سے لیتے رہتے ہیں۔ اشتہاری مجرم انکے محلوں میں پلتے رہتے اور انکے اشاروں پر گھناؤنے جرائم سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ الیکشنوں کے کثیر اخراجات یہی لوگ برداشت کر سکتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے معاشی اور معاشرتی وسائل اور اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر، ایم پی اے، ایم این اے منتخب ہو کر چاروں صوبائی اسمبلیوں اور وفاقی اسمبلی تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

۴۸۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدان، مارشل لا کے جرنیل اور حکمران اس نظام کیوجہ سے ایک سے ایک بڑھ کر قابل مذمت کردار ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ حکومتوں کو بدلنا یا حکمرانوں کو بدلنا کوئی عقلمندی نہیں۔ ان سیاستدانوں اور جرنیلوں کو ابھی موقع میسر ہے۔ کہ وہ از خود اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین نظام کو بدل کر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے دینی نظام کو نافذ کر کے ملت کو اسکی کھوئی ہوئی دینی اور دنیاوی دولت واپس لوٹا دیں۔ یہ عمل ان کیلئے خسارے کا سبب نہیں بنے گا۔ بلکہ اس سے انکی دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس فریضہ کو ادا کرنے والوں کو توفیق عطا فرماویں۔ آمین

اس فقیر بے نوا کی دعا ہے کہ یا اللہ ہمیں یہ دن دکھا آمین۔

بابا جی عنایت اللہ

OQASA